ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 4 نومبر، 1964

کرن سنگھ

بنام

سٹیٹ آف مدھیہ پردیش

[اے کے سرکار، این راج گوپال آئینگر اور آر ایس بچت، جسٹسز]

قتل - مشترکہ ارادہ - اصل قاتل اور ساتھی کے الگ الگ مقدمات - پہلے کو بری کر دیا گیا جبکہ مؤخر الذکر کو پہلے کے ساتھ مشترکہ ارادے کی بنیاد پر سزا سنائی گئی - سزا، آیا جائز ہے - تعزیرات ہند، 1860 (ایکٹ 45، سال 1860)، دفعہ 34۔

R نے دو افراد کو گولی ماردی اور اس کے نتیجے میں ایک کی موت ہو گئی جبکہ دوسرا نہیں۔ درخواست گزار جس کے پاس خود بندوق تھی وہ چھ دیگر مسلح افراد کے ساتھ موقع پر موجود تھا۔ R فرار ہو گیا، اور اپیل کنندہ اور مذکورہ بالا چھ دیگر افراد پر تعزیرات ہند کی ذیلی دفعہ 302 اور 307 کے ساتھ ذیلی دفعہ 148 اور 149 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ سیشن جج نے دوسروں کو شبہ کا فائدہ دیتے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہوئے صرف اپیل کنندہ کو مجرم ٹھہرایا۔ درخواست گزار نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ ان کی سزا کے بعد لیکن ان کی اپیل کی سماعت سے پہلے ہی، R کو گرفتار کر لیا گیا، انہی الزامات پر مقدمہ چلایا گیا، اور بری کر دیا گیا۔ ہائی کورٹ کے سامنے اپیل گزار کی اپیل خارج کر دی گئی تھی لیکن اس کی سزا کو تبدیل کر دیا گیا تھا اور تعزیرات ہند کی ذیلی دفعہ 302 اور 307 کے بجائے ذیلی دفعہ 148 اور 149 کے ساتھ دفعہ 34 کے ساتھ ذیلی دفعہ 302 اور 307 کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا۔ درخواست گزار مزید اپیل میں اس عدالت میں آیا تھا۔

عرضی میں کہا گیا تھا کہ سیشن جج کی جانب سے R کو بری کیے جانے کے بعد، جس میں سے کوئی اپیل نہیں کی گئی تھی، ہائی کورٹ کے لیے یہ کھلا نہیں تھا کہ اپیل کنندہ سب دفعہ 302 اور 307 اور دفعہ 34 کے تحت قتل اور قتل کی کوشش کا قصوروار ہے۔

حکم ہوا کہ: ایک معاملے میں کسی شخص کو بری کیے جانے کے باوجود، دوسرے معاملے میں عدالت کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ اس بنیاد پر آگے بڑھے کہ بری ہونے والا شخص اس جرم کا قصوروار تھا جس کے بارے میں دوسرے معاملے میں اس پر مقدمہ چلایا گیا تھا، اور بعد کے معاملے میں یہ معلوم کرنا کہ اس میں مقدمہ چلانے والا شخص دفعہ 34 کے تحت جرم کا مرتکب تھا۔ بری ہونے والے شخص کے ساتھ جرم۔ ہر معاملے کا فیصلہ اس میں پیش کردہ ثبوتوں کی بنیاد پر کیا جانا چاہئے اور اس سے قطع نظر کہ ایک ہی عمل کے بارے میں کوئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and integrity of this document

نقطہ نظر ہے جو کسی دوسرے معاملے میں مختلف شواہد کی بنیاد پر لیا جا سکتا ہے۔
[4 E-G]

ماراچلل پکو بمقابلہ ریاست مدراس، A.I.R 1954 648، بمبدھار پردھان بمقابلہ ریاست اڑیسہ اور سندر سنگھ بمقابلہ ریاست پنجاب، A.I.R 1962 1211ء پر منحصر تھا۔

پریتم سنگھ بمقابلہ ریاست پنجاب A.I.R 1956 S.C 415، سمباسیوم بمقابلہ پبلک پراسیکیوٹر، فیڈریشن آف ملایا L.R [1950] 458 اور کرشنا گووند پاٹل بمقابلہ ریاست مہاراشٹر، ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبری 55-1963.

مدھیہ پردیش ہائی کورٹ (گوالیار بینچ) کے 27 اگست 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، جو گوالیار میں فوجداری اپیل نمبر 18، سال 1961 میں درج ہے۔

بی سی مشرا، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

جواب دہندہ کی طرف سے ایم ایس کے شاستری اور آئی این شروف۔

عدالت کا فیصلہ سرکار جسٹس نے سنایا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and
integrity of this document

درخواست گزار رام ہنس اور چھ دیگر افراد پر گبرٹے کے قتل اور رام چندر کے قتل کی کوشش کرنے کا الزام ہے۔ متوفی اور رام چندر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا تعلق ایک پارٹی سے تھا جبکہ مبینہ حملہ آوروں کا تعلق دوسری پارٹی سے تھا اور ان دونوں پارٹیوں کے درمیان کچھ عرصے سے کافی دشمنی تھی۔ یہ کہا گیا تھا کہ 18 نومبر، 1959 کی آدھی رات کے قریب، جب متوفی اور رام چندر اور کچھ دیگر افراد تیوار یہ (چھت) پر سو رہے تھے، حملہ آور اس جگہ میں داخل ہوئے اور رام ہنس نے گبرٹے کو بندوق سے گولی مار دی اور رام چندر کو مارنے کے ارادے سے اس پر دو گولیاں چلائیں لیکن صرف اسے زخمی کرنے میں کامیاب رہا اور اس تمام وقت اپیل کنندہ بندوق سے لیس وہاں کھڑا تھا اور دیگر افراد بھی تھے۔ وہاں مختلف طرح سے مسلح تھے اور یہ کہ سبھی جرائم کا ارتکاب کرنے کے مشترکہ ارادے سے اس جگہ میں داخل ہوئے تھے۔

رام ہنس فرار ہو گیا تھا اور اس لئے اپیل گزار اور دیگر چھ مبینہ حملہ آوروں کو گبرٹے کے قتل اور رام چندر کے قتل کی کوشش کے لئے تعزیرات ہند کی ذیلی دفعہ 302 اور 307 کے ساتھ ذیلی دفعہ 148 اور 149 کے تحت مقدمہ چلایا گیا تھا۔ فاضل سیشن جج نے اپیل کنندہ کو ان جرائم کا مجرم قرار دیا لیکن اس کے ساتھ مقدمہ چلانے والے دیگر چھ افراد کو شبہ کا فائدہ دیتے ہوئے بری کر دیا۔ درخواست گزار نے مدھیہ پردیش ہائی کورٹ میں اپیل کو ترجیح دی۔ فاضل سیشن جج کی جانب سے اپیل کنندہ کو سزا سنائے جانے کے بعد لیکن اس سے پہلے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کہ اس کی اپیل کی شنوائی ہوتی، رام ہنس کو گرفتار کر لیا گیا، اسی الزام میں مقدمہ چلایا گیا اور بری کر دیا گیا۔

ہائی کورٹ کے سامنے اپیل گزار نے دلیل دی کہ رام ہنس کو بری کیے جانے کے بعد اپیل کنندہ کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 149 کی مدد سے جرائم کے لئے تعمیری طور پر ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ ہائی کورٹ نے اس عدالت کے فیصلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے اس دلیل کو مسترد کر دیا جس میں مارچل پکو بمقابلہ ریاست مدراس، (2) بمبدھار پردھان بمقابلہ ریاست اڑیسہ ([2]) اور سندر سنگھ بمقابلہ ریاست پنجاب ([3]) شامل ہیں۔ ہائی کورٹ کے فیصلے میں درج ذیل تبصرہ نظر آتا ہے: 'دوارکا، ماتادین اور مہاراج سنگھ کی حمایت سے رام چندر کی براہ راست گواہی پر بھروسہ کرتے ہوئے، میں یہ کہوں گا بڑے کا قتل رام ہنس نے اس پر بندوق چلا کر کیا تھا اور رام ہنس نے رام چندر کو مارنے کے لیے اس پر اپنی بندوق سے دو گولیاں بھی چلائی تھیں۔ کرن سنگھ اس وقت رام ہنس کے کنارے بندوق کے ساتھ کھڑے تھے...... لہذا میں یہ کہوں گا کہ گبڑے کے قتل اور رام چندر کے قتل کی کوشش کا جرم رام ہنس نے اپنے اور موجودہ اپیل گزار کرن سنگھ دونوں کے مشترکہ ارادے کو آگے بڑھاتے ہوئے کیا تھا۔ استغاثہ کا مقدمہ ہر مرحلے پر یہ تھا کہ رام ہنس اور کرن سنگھ دونوں بندوقوں سے لیس تیواریہ کے اندر گئے تھے اور کرن سنگھ پورے واقعے کے دوران بندوق سے لیس رام ہنس کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان حقائق پر آئی پی سی کی دفعہ 34 واضح طور پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and integrity of this document

موجودہ اپیل کنندہ کرن سنگھ کے خلاف کیس پر لاگو ہوگی۔ بنچ نے کہا، 'اس معاملے کے اس نقطہ نظر میں ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کرن سنگھ کو ذیلی دفعہ 302 اور 307 کے تحت سزا سنائی، دونوں کو کوڈ کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھا گیا تھا، بجائے اس کے کہ سب دفعہ 148 اور 149 کے ساتھ پڑھا گیا تھا، جیسا کہ فاضل سیشن جج نے کیا تھا۔ درخواست گزار مزید اپیل میں اس عدالت میں آیا ہے۔

اس اپیل میں صرف ایک ہی سوال زیر بحث ہے کہ کیا سیشن جج کی جانب سے رام ہنس کو بری کیے جانے کے پیش نظر، جس سے کوئی اپیل نہیں کی گئی تھی، ہائی کورٹ کے لیے یہ فیصلہ کرنا کھلا تھا کہ اپیل گزار دفعہ 302 اور دفعہ 34 کے تحت قتل کا قصوروار ہے۔ متوفی کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا اور رام چندر کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہائی کورٹ میں اپیل کنندہ کی طرف سے پریتم سنگھ بمقابلہ ریاست پنجاب ([1]) میں اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا گیا تھا۔ اس معاملے کو منظوری کے ساتھ سمباسیوم بمقابلہ پبلک پراسیکیوٹر، فیڈریشن آف ملایا([2]) میں عدالتی کمیٹی کے فیصلے کا حوالہ دیا گیا تھا جہاں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ "بریت کے فیصلے کا اثر...... یہ کہہ کر مکمل طور پر بیان نہیں کیا گیا ہے کہ بری ہونے والے شخص پر اسی جرم کے لئے دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہا جانا چاہیے کہ فیصلہ فریقین کے درمیان ہونے والی تمام کارروائیوں میں لازمی اور فیصلہ کن ہے۔ " جیسا کہ ہائی کورٹ نے نشاندہی کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہے، اس تبصرے کا موجودہ معاملے پر کوئی اطلاق نہیں ہے کیونکہ یہاں رام ہنس کو بری کرنے کا فیصلہ کسی بھی کارروائی میں نہیں تھا جس میں اپیل کنندہ فریق تھا۔ واضح طور پر، ہر معاملے میں فیصلہ اس میں پیش کردہ ثبوتوں پر منحصر ہوتا ہے۔ رام ہنس کا کیس وہاں پیش کردہ ثبوتوں پر منحصر تھا جبکہ اپیل گزار کے کیس کا فیصلہ صرف اس میں پیش کردہ ثبوتوں پر کیا جانا تھا۔ رام ہنس کے معاملے میں پیش کیے گئے ثبوت اور اس پر جو فیصلہ آیا ہے وہ اپیل کنندہ کے معاملے کی خوبیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مکمل طور پر غیر متعلقہ ہوگا۔ ہم یہاں یہ اضافہ کر سکتے ہیں کہ اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر مشرا نے اس عدالت میں پریتم سنگھ کے معاملے پر بھروسہ نہیں کیا۔

مسٹر مشرا نے دلیل دی کہ کرشنا گووند پاٹل بمقابلہ ریاست مہاراشٹر کے معاملے میں اس عدالت کا فیصلہ ظاہر کرتا ہے کہ ہائی کورٹ نے رام ہنس کو بری کرنے کی حقیقت کو نظر انداز کرنا غلط تھا۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ اس میں غور کرنے والی بات یہ تھی کہ جب چار لوگوں پر دفعہ 34 کے تحت قتل کے جرم کا الزام عائد کیا گیا تھا اور ٹرائل کورٹ نے ان میں سے تین کو بری کر دیا تھا، تو باقی ملزمین کو دفعہ 34 کے ساتھ قتل کے جرم میں قصوروار ٹھہرانا قانونی تھا۔ ہائی کورٹ نے کہا تھا کہ ایسا کیا جاسکتا ہے۔ اس عدالت نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو بنیادی طور پر اس بنیاد پر کالعدم قرار دیا کہ اس طرح کے فیصلے کے نتیجے میں متضاد نتائج برآمد ہوں گے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا کہ ہائی کورٹ نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and integrity of this document

ملزمین 1، 3 اور 4 کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302 اور دفعہ 34 کے تحت بری کر دیا، لیکن اس نے ملزمین 2 کو مذکورہ کوڈ کی دفعہ 302 اور دفعہ 34 کے تحت بری کیے گئے افراد کے ساتھ مل کر جرم کرنے کے لئے مجرم ٹھہرایا۔ یہ قانونی طور پر ناممکن پوزیشن ہے۔ اس معاملے میں کوئی شبہ نہیں کہ اس معاملے میں مختلف حالات پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا جہاں کچھ لوگوں کو بری کرنے کے بعد یہ کہنا ممکن ہے کہ دفعہ 34 کے تحت دوسرے یا دیگر لوگوں کی سزا اس بنیاد پر جائز تھی کہ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر نامعلوم افراد بھی مجرموں کے ساتھ جڑے ہوئے تھے حالانکہ الزام میں ان کا ذکر نہیں تھا۔ معاملے کے اس پہلو سے ہمیں اس معاملے میں کوئی تشویش نہیں ہے اور نہ ہی کرشنا گووند پاٹل کا معاملہ تھا۔

لہٰذا، ہماری رائے ہے کہ کرشنا گووند پاٹل (1) کے معاملے میں فیصلہ اپیل گزار کی بالکل بھی مدد نہیں کرتا ہے۔ دوسری طرف ہم سمجھتے ہیں کہ پہلے جن فیصلوں کا ذکر کیا گیا تھا جن پر ہائی کورٹ نے بھروسہ کیا تھا، وہ واضح طور پر اس نقطہ نظر کا جواز پیش کرتے ہیں کہ ایک معاملے میں کسی شخص کو بری کیے جانے کے باوجود دوسرے معاملے میں عدالت کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ اس کی بنیاد پر آگے بڑھے اگر ثبوت اس کی ضمانت دیتے ہیں – کہ بری ہونے والا شخص اس جرم کا قصوروار تھا جس کا اس پر دوسرے معاملے میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور بعد کے معاملے میں پتہ چلا کہ اس میں مقدمہ چلانے والا شخص بری ہونے والے شخص کے ساتھ جرم کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے دفعہ 34 کے تحت جرم کا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قصوروار تھا۔ ایسا ہونے سے روکنے کے لئے اصولی طور پر کچھ بھی نہیں ہے۔ سمبا سیوم (2) کیس کے اصول کا یہاں کوئی اطلاق نہیں ہے کیونکہ ہم جن دو معاملوں سے متعلق ہیں وہ دو مختلف افراد کے خلاف ہیں حالانکہ ایک ہی جرم کے ارتکاب کے لئے ہیں۔

مزید برآں، جیسا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں، ہر معاملے کا فیصلہ اس میں پیش کردہ شواہد کی بنیاد پر کیا جانا چاہیے اور اس سے قطع نظر کہ ایک ہی عمل کے بارے میں کسی بھی نقطہ نظر سے قطع نظر جو کسی دوسرے معاملے میں مختلف شواہد کی بنیاد پر لیا جاسکتا ہے۔

نتیجتاً اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.04 15.40
I attest to the accuracy and
integrity of this document